



## سوال

(94) جب مقتدی رکوع کی حالت میں ملے تو کیا تکبیر تحریمہ کہے یا

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جب مقتدی نماز کے لئے مسجد میں آئے اور ام رکوع کی حالت میں ہو تو کیا وہ تکبیر تحریمہ کہے یا تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے؟

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

زیادہ افضل اور محتاط بات یہ ہے کہ وہ دو تکبیر میں کہے۔ ایک تکبیر تحریمہ جو کہ نماز کا رکن ہے اور اس تکبیر کو کھڑے ہو کر کہنا ضروری ہے اور دوسری تکبیر رکوع

کے لئے اس وقت کہے جب وہ رکوع کے لئے جھک رہا ہو اور اگر رکعت کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو علماء کے صحیح قول کے مطابق تکبیر تحریمہ ہی کافی ہوگی کیونکہ دونوں عبادتیں بیک وقت جمع ہو گئی ہیں، لہذا بڑی عبادت چھوٹی سے کفایت کرے گی۔ اکثر علماء کے نزدیک رکعت بھی صحیح ہوگی کیونکہ امام بخاریؒ نے ”صحیح“ میں حضرت ابو بکرہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ اس وقت آئے جب نبی کریم ﷺ حالت رکوع میں تھے تو انہوں نے صف تک پہنچنے سے پہلے ہی رکوع شروع کر لیا اور اسی طرح رکوع میں صف میں شامل ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ تمہارے شوق میں اضافہ فرمائے دوبارہ ایسا نہ کرنا۔“ یعنی دوبارہ صف تک پہنچنے سے پہلے رکوع نہ کرنا بلکہ مسجد میں داخل ہونے والے کو چاہئے کہ وہ صف کے ساتھ مل کر رکوع کرے آپ نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کو اس رکعت کے دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں دیا، جس سے معلوم ہوا کہ یہ رکعت ہو گئی۔ (۱) ایسے نمازی کے حق میں فاتحہ ساقط ہو جائے گی کیونکہ اس کا محل باقی نہ رہا اور وہ قیام ہے۔ جو علماء مقتدی کے لئے سورہ فاتحہ فرضیت کے قائل ہیں، ان کے نزدیک اس حدیث کی صحیح توجیہ یہی ہے۔

(۱) وضاحت: سماحہ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باحفظہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مذکورہ فتویٰ میں فرمایا ہے کہ ”آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کو اس رکعت کے دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں دیا، جس سے معلوم ہوا کہ یہ رکعت ہو گئی۔ ایسے نمازی کے حق میں فاتحہ ساقط ہو جائے گی کیونکہ اس کا محل باقی نہ رہا اور وہ قیام ہے۔“

جو لوگ فاتحہ کے وجوب کے قائل نہیں ان کی تو بات ہی چھوٹی ہے لیکن جو لوگ فاتحہ کے وجوب کے قائل ہیں ان کے نزدیک تو فاتحہ کے بغیر نماز درست ہی نہیں ہوتی اور عقلی و نقلی دلائل سے ترجیح بھی اسی بات کو ہے کہ ایسے شخص کی رکعت شمار نہیں ہوگی بلکہ اس کو وہ رکعت پڑھنی پڑے گی جس میں اس نے فاتحہ نہیں پڑھی۔ اس کے کئی وجوہ ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان - باب ۹۵ ص ۱۰ - مطبوعہ ادارہ السلام = للنشر والتوزیع الرياض سعودی عرب)

(۲) عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ ص لا صلوة لمن لم یقر بام القرآن (متفق علیہ) اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہے، تو کیا جو شخص ایک رکعت میں تو سورہ فاتحہ نہ پڑھے اور باقی نماز میں پڑھے اس کی نماز ہو جائے گی؟ اس کا جواب ہے ”نہیں ہوگی“ کیونکہ سورہ فاتحہ نماز کا رکن ہے جب



رکن کسی بھی جگہ ساقط ہوگا نماز ناقص ہوگی اور یہی بات صحیح مسلم کی اس حدیث سے بھی معلوم ہوتی ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان فرماتے ہیں ”من صلی صلوٰۃ لم یقرایہا بام القرآن فی خداج ثلاثا غیر تمام“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ناقص ہے، وہ پوری ہی نہیں، بینہ اسی طرح جس طرح ایک حاملہ اونٹنی وقت سے کچھ ماہ قبل اپنا ناقص الخلقہ بچہ گرا دے اور ہر شخص جانتا ہے کہ اس طرح کا بچہ کسی بھی کام کا نہیں ہوتا تو جو شخص ایک رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھے گا اس کی کم از کم وہ ایک رکعت تو ناقص ہی ہوگی اور یہ بات کس طرح ممکن ہے کہ کسی شخص کی ایک رکعت تو ناقص اور غیر مکمل ہو جبکہ باقی نماز مکمل ہو! پھر یہ بھی بات ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نماز آدھی آدھی تقسیم کر دی ہے۔ الخ۔ پھر آپ ﷺ نے جب تقسیم بیان فرمائی ہے تو وہ فاتحہ کتاب کی تقسیم ہے۔ اب اگر کوئی شخص ایک رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس شخص کی کم از کم وہ ایک رکعت تو اس تقسیم انعام سے محروم اور خالی ہے۔ پھر وہ حدیث بھی پیش نظر رہنی چاہئے جس کو امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”صحیح“ میں اور امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”سنن“ میں بیان فرمایا ہے، اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں ”لا تجزی صلاۃ لایقر فیہا بفاتحہ کتاب“ اس حدیث کے الفاظ اپنے اس مضموم میں قطعی طور پر واضح ہیں کہ جو شخص نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا تو اس کی نماز صحیح ہوگی اور نہ اس کی نماز اس کو کفایت کرے گی کیونکہ ”لا تجزی“ کا معنی ہی یہ ہے کہ ”لا تکفی ولا تصح“ اس لئے جس رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی کم از کم وہ رکعت تو صحیح نہ رہی۔ اب اس رکعت کو صحیح کرنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ رکعت سورہ فاتحہ سمیت پھر پڑھی جائے۔

(۳) حدیث ”لا صلوٰۃ“ میں ”لا“ نفی جنس کا بھی اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی وہ رکعت ہی سرے سے ”جنس نماز“ سے نہیں ہے۔ اب اگر کوئی شخص نماز ظہر، عصر یا عشاء کی پہلی رکعت کے رکوع میں شامل ہوتا ہے تو اس کے اس رکعت میں سورہ فاتحہ نہ پڑھنے سے یہ پہلی رکعت تو ”جنس نماز“ میں شمار ہی نہیں ہوگی۔ اسی طرح نماز مغرب اور نماز صبح کا حال ہوگا۔

(۵) تندرست آدمی کے لئے قیام شرط ہے، یعنی اگر کوئی آدمی طاقت رکھنے کے باوجود فرض نماز کے قیام کا تارک ہے تو اس کی نماز بھی از روئے شریعت درست نہیں ہے کیونکہ جس طرح رکوع یا سجدے کے تارک کی نماز درست نہیں ہو سکتی اسی طرح قیام نہ کرنے والے شخص کی نماز بھی درست نہیں ہو سکتی۔ مدرک رکوع کی رکعت کو جائز قرار دینے کے لئے یہ کہنا کہ ”لیسے نمازی کے حق میں فاتحہ ساقط ہو جائے گی کیونکہ اس کا محل باقی نہ رہا اور وہ قیام ہے۔“ جس طرح کہ فضیلۃ الشیخ حفظہ اللہ تعالیٰ نے موقف اختیار فرمایا ہے ”اس سے اولیٰ واحوط یہ ہے کہ یہ بات کہی جائے چونکہ اس شخص = کا قیام اور سورۃ فاتحہ یعنی دو رکن رہ گئے ہیں لہذا اس کو یہ رکعت دوبارہ پڑھنی چاہئے۔“

(۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ ”لا تعد“ کی بھی تین وجہیں ہو سکتی ہیں ایک تو وہی جو کہ عامہ محدثین نے بیان کی ہیں لا تعد یعنی آئندہ ایسا نہ کرنا۔ دوسری یہ کہ لا تعد یعنی تو نماز نہ دہرا (تیری نماز درست ہوئی) تیسری یہ توجیہ بھی ہو سکتی ہے کہ ”لا تعد“ یعنی دوڑ کر نہ آیا کر۔ جب یہ تینوں احتمال موجود ہیں تو پھر دلائل قویہ کو پس پشت کیوں ڈالا جائے؟

(۷) ایک بات یہ بھی ہے کہ جب یہ معلوم امر ہے کہ نماز میں فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے تو جس رکعت میں یہ نہیں پڑھی جائے گی اس جگہ سے تو فرض ”ساقط“ ہو گیا اب وہ نماز کیونکر پوری اور درست قرار دی جا سکتی ہے جس کی ایک رکعت میں نہ تو قیام شرعی کیا گیا ہو اور نہ سورہ فاتحہ پڑھی گئی ہو نیز ایسی نماز (صلوٰۃ کما راہتمونی اصلی) کے تقاضوں کے بھی خلاف ہے۔

(۸) رسول اللہ ﷺ کا ایک معروف حکم ہے کہ

”صل ما درکت واقض ما سبقتک“ یعنی جو نماز تو امام کے ساتھ پالے وہ پڑھ لے اور جس سے تو مسبوق ہو جائے اس کی قضاء دے، تو جو شخص ایک رکعت کا قیام نہیں پاسکا ظاہر ہے کہ یہ شخص پہلی رکعت کے قیام سے مسبوق ہو چکا ہے لہذا یہ شخص رسول اللہ ﷺ کے حکم ”واقض ما سبقتک“ کا شرعاً مامور ہے اور اس کے حکم کی تکمیل کا اس کے علاوہ دوسرا کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ایسا شخص وہ رکعت دوبارہ پڑھے جس کا قیام یہ شخص نہیں پاسکا۔



(۹) رسول اللہ ﷺ سے یہ حکم بھی صراحتاً موجود ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

((من وجدني قائماً ورأى ساجداً فليكن معي على الحال التي أنا عليها)) (سنن سعيد بن منصور من رواية عبد العزيز بن رفيع عن أناس من أهل المدينة بحواله فتح الباري مع صحيح بخاري كتاب الاذان ج ۲- ص ۲۶۹ ط: السلفية) اس حدیث کا تو مطلب بھی یہی ہے کہ کسی مقتدی کو یہ حق ہی نہیں ہے کہ وہ امام کی مخالفت کرے یعنی امام تورکوع میں ہو اور مقتدی قیام کر رہا ہو یہ درست نہیں ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس کے اس حکم کے ذریعے کہ

“وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ” ہمیں اس بات کا پابند کر دیا ہے کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ ہمیں دیں ہم وہ لے لیں، تو اس حکم الہی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ہم یہ سوچیں بھی نہ کہ جس رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی وہ رکعت، رکعت بھی شمار ہو سکتی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے امت کو کوئی ایسی نماز دی ہی نہیں ہے جس میں کوئی رکعت قیام اور سورہ فاتحہ سے خالی ہو۔

تک عشرۃ کاملۃ واللہ اعلم بالصواب وهو ولی التوفیق۔

فقیر الی اللہ محمد عبد الجبار، دار السلام، لاہور۔

(۱) سورۃ فاتحہ، امام وماموم اور ہر ایک نمازی پر واجب ہے چاہے وہ مقیم ہو یا مسافر، نماز سری ہو یا جہری، جس طرح کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں اس طرح باب باندھا ہے ”باب وجوب التقرأة للامام والماموم فی الصلوات کما فی الحضرة والسفر وہ یبخر فیہا وہ یخاف“

[فتاویٰ ابن باز](#)